

ڈاکٹر عظمت رباب

اسسٹنٹ پروفیسر اردو

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور

مجلس ترقی ادب لاہور کی نثری تدوینی خدمات

Majlis e Tarraqi Adab has played important role in the development, preservation of Urdu literature and the tradition of Tadveen e Matn. Many Classical Urdu poetry and prose texts have been edited and published by this institute. This article gives an overview of the role and contributions of Majlis e Taraqqi e Adab covering most of its prominent textual Scholars and prose works. In this article the author has not only recorded its contribution but also has highlighted the characteristics and peculiarity of this tradition of Tadveen e Matn.

اردو تدوینِ متن کی روایت کسی ایک ادارے یا فرد سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہندوستان اور پاکستان کے کئی شہر، جامعات، ادارے اور کئی افراد کی انفرادی سطح پر کاوشیں اس میں شامل ہیں۔ اداروں میں انجمن ترقی اردو (ہند)، انجمن ترقی اردو پاکستان (کراچی) اور مجلس ترقی ادب لاہور نمایاں مقام کے حامل ہیں۔ ان سب اداروں میں دیگر خصوصیات کے علاوہ ایک شق یہ بھی مشترک ہے کہ انھوں نے ادب کے فروغ اور اشاعت میں کردار ادا کیا ہے۔ نثر اور شاعری کی متعدد تخلیقی کتب کے ساتھ ساتھ ادبی تحقیق و تدوین میں بھی ان اداروں کا کردار اہم ہے۔ متذکرہ تینوں اداروں کی تدوینِ متن کی خصوصیات کا ذکر خاصا طویل ہے اور تین الگ الگ کتب کا متقاضی ہے۔ ذیل میں صرف ایک ادارے مجلس ترقی ادب کا مختصر تعارف اور اردو تدوینِ متن کی نثری روایت میں اس ادارے کی خدمات کا مختصراً جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

لاہور میں ۱۹۵۰ء میں ”مجلس ترجمہ“ کے نام سے محکمہ تعلیم کی نگرانی میں ایک ادارہ قائم کیا گیا۔ ۱۹۵۸ء میں اس ادارے کو ایک نئی شکل دی گئی اور اس ادارے کا نام ”مجلس ترقی ادب لاہور“ رکھا گیا۔ تشکیل نو کے بعد مجلس کے درج ذیل اغراض و مقاصد وضع کیے گئے۔

- ۱۔ کلاسیکی ادب شائع کرنے کا مناسب اہتمام
- ۲۔ بلند پایہ ادب کی اشاعت
- ۳۔ غیر زبانوں کی معیاری کتب کا ترجمہ کرا کے شائع کرنا
- ۴۔ ہر سال بہترین ادبی مطبوعات کے مصنفین کو انعام دینا

۵۔ سال کے بہترین مطبوعہ مضامین اور منظومات پر انعام دینا ا۔

مجلس ترقی ادب لاہور کا اہم کارنامہ کلاسیکی متون کی اشاعت ہے۔ ترتیب و تدوین و اشاعت کے اعتبار سے ان کتابوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

- ۱۔ وہ کتابیں جو منظومات کی صورت میں تھیں اور مجلس نے انہیں پہلی مرتبہ شائع کیا۔ مثلاً عجائب القصص از شاہ عالم ثانی، دیوان جہاندار، تذکرہ طبقات اشعراء، کلیات مصحفی، کلیات جرأت وغیرہ
- ۲۔ وہ کتابیں جو ایک مرتبہ چھپی تھیں، ہمارے ادب کی تاریخ میں بطور حوالہ شامل تھیں لیکن نایاب ہو چکی تھیں۔ ان میں فورٹ ولیم کالج کی اردو نثر، دہلی اور لکھنؤ کے اساتذہ کے کلیات اور دواوین، اور سرسید اور ان کے رفقاء کی نظم و نثر شامل ہے۔
- ۳۔ وہ کتابیں جو بازار میں دستیاب تھیں لیکن ان کے ایڈیشن اور متن تصحیح طلب تھے۔

”مسودہ حاصل کرنے کے لیے مجلس کا طریق کار عموماً یہ رہا ہے کہ محققین کو اپنی پسند بتانے کی بجائے وہ ان سے ان کی پسند دریافت کرتی ہے اور جس کسی خاص موضوع پر کسی دانش ور نے مدت تک خاص محنت اور نظر صرف کی ہو، اس پر ان سے کتاب مرتب کرنے کے لیے درخواست کی جاتی ہے۔ جب کام مکمل ہو کر دفتر میں پہنچ جاتا ہے تو ملک کے صف اول کے چند اہل علم سے اس کام کے بارے میں رائے حاصل کر لی جاتی ہے۔ ان کے اطمینان پر مسودہ اشاعت کے لیے مطبع میں بھیج دیا جاتا ہے۔“ ۲۔

مجلس ترقی ادب لاہور کی طرف سے شائع ہونے والے متون کی ایک اہم خصوصیت ان پر تنقیدی مقدمے ہیں۔ فورٹ ولیم کالج کی کتابوں کی اشاعت اور سرسید اور رفقاء کے سرسید کے متون کی اشاعت بھی مجلس ترقی ادب کے زیر اہتمام عمل میں آئی ہے۔ سرسید کے مقالات سولہ (۱۶) جلدوں میں مرتب ہوئے ہیں، کلاسیک اور متوسط دور کے متعدد شعرا کے دواوین و کلیات مرتب کیے گئے ہیں۔ ڈرامے کی صنف میں امتیاز علی تاج کے مرتب کردہ ڈرامے اہم ہیں۔

مجلس ترقی ادب لاہور کے ان نثری متون کا تعارف اور تجزیہ مدونین کے حوالے سے ذیل میں درج ہے۔

سید امتیاز علی تاج:

مجلس ترقی ادب لاہور نے کلاسیکی ڈراموں کو ترتیب دے کر شائع کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس منصوبے کے مطابق ۳۰ (تیس) جلدوں میں متقدمین اور متاخرین کے ڈراموں کو شائع کرنا تھا۔ ان میں سے کچھ جلدیں امتیاز علی تاج نے مرتب کی ہیں جن کا تذکرہ ذیل میں ہے۔ ڈرامہ نویس ہونے کی حیثیت سے ان کا یہ کام ڈرامہ نگاری میں بہت وقعت رکھتا ہے۔ ڈرامہ نگاری کے حوالے سے مجلس ترقی ادب اور امتیاز علی تاج کی یہ کاوش اہم ہے کہ انھوں نے ان ڈراموں کے تعارف میں ان کے آخذ اور دیگر اہم تفصیلات درج کی ہیں۔

۱۔ بمبئی کا ابتدائی اردو ڈراما خورشید (جلد اول)

سید امتیاز علی تاج نے ”سونے کے مول کی خورشید“ کو بمبئی کا ابتدائی اردو ڈراما قرار دیا ہے۔ ایدل جی جشید جی کھوری نے اسے گجراتی زبان میں لکھا تھا جسے سیٹھ بہرام جی فردون جی مرزبان نے ہندوستانی زبان میں ترجمہ کیا اور آشکار چھاپ خانہ سے ۱۸۷۱ء میں شائع ہوا۔ امتیاز علی تاج نے اسے مرتب کر کے مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۹ء میں شائع کیا۔ اردو ڈرامے میں پارسیوں کی خدمات کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

”واقعہ یہ ہے کہ پارسیوں نے ڈرامے کی عموماً اور اردو ڈرامے کی خصوصاً جو بے نظیر خدمات سرانجام دی ہیں، وہ ہمیشہ یادگار رہیں گی اور ڈرامے سے دلچسپی رکھنے والے اردو دان کبھی ان کے اس احسان کو فراموش نہ کر سکیں گے۔“

”خورشید“ کے مصنف کے حالات مرتب کو دستیاب نہیں ہو سکے۔ تاہم جو معلومات انھیں دستیاب ہوئیں وہ انھوں نے درج کر دی ہیں۔ مرتب نے مصنف کے ڈرامے کی تکنیکی خامیوں پر بھی نکتے اٹھائے ہیں اور مترجم کی کاوشوں کو سراہا ہے۔ اس کے بعد مترجم کے اسلوب کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ ان کے مطابق مترجم کا اسلوب بہت دلچسپ اور قابل غور ہے۔ جذبات نگاری، جذباتی جملے، تشبیہوں اور استعاروں کا استعمال کثرت سے ہے جو اس ڈرامے کی زبان کو شاعرانہ نثر کے قریب لاتا ہے۔ ص ۷۹ تا ۲۲۹ ڈرامے کا متن ہے۔ حواشی میں الفاظ کے معانی درج کیے گئے ہیں اور کہیں کہیں موقع محل کے مطابق وضاحت کی گئی ہے۔ آخر میں چار ضمیمے دیے گئے ہیں۔ یہ ضمیمے اردو تھیٹر کی تاریخ، تھیٹر ہال اور جدید تھیٹر پر ایک مختصر تحریر ہے لیکن اس اختصار میں جو جامعیت اور تجربہ شامل ہے وہ امتیاز علی تاج ہی کی خاصیت ہے۔

۲۔ آرام کے ڈرامے (جلد دوم)

”آرام کے ڈرامے“ مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۹ء میں شائع ہوئی۔ دیباچہ میں مرتب نے آرام کے ڈراموں کی فہرست درج کی ہے کہ جلد اول میں تین ڈرامے نو ر جہاں، حاتم اور جہانگیر شاہ و گوہر شامل ہیں۔ اول الذکر دو ڈرامے ایدل جی کھوری کی تصنیف ہیں جنھیں آرام نے مناسب تصرف کے ساتھ اردو میں ترجمہ کیا۔ تیسرا راگ نائک (ادھیرا) آرام کا طبع زاد ہے۔ تاج لکھتے ہیں:

”میری تحقیق کے مطابق یہ ڈرامے اس سے پیشتر اردو رسم الخط میں کبھی شائع نہیں ہوئے۔ یہ تینوں ڈرامے گجراتی رسم الخط میں انڈیا آفس لائبریری سے حاصل کیے گئے ہیں۔“

۳۔ آرام کے ڈرامے (جلد سوم حصہ دوم)

آرام کے ڈراموں کا حصہ دوم ۱۹۶۹ء میں مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع ہوا۔ جلد سوم میں تین راگ نائک (بے نظیر بدر منیر، ”ہوائی مجلس عرف قمر الزمان ماہ لقا“، ”طلح و گوہر“ اور ایک نثری ڈرامہ ”گل بہ صنوبر چہ کرد“ شامل ہے۔ ان چاروں ڈراموں کی زبان پہلے ڈراموں کی نسبت صحیح ہے۔ اس سے مرتب نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ آرام کی ان تصانیف کو بعد کے ڈرامہ نگاروں نے اصلاح دی اور پھر اپنی تصانیف میں انھیں شامل کیا۔ نثری ڈرامے کی اہمیت کے حوالے سے مرتب لکھتے ہیں: ”گل بہ صنوبر چہ کرد“

ایک غیر معمولی چیز اس اعتبار سے کہی جاسکتی ہے کہ اردو ڈرامے کے ابتدائی زمانے میں جب ڈرامے کی مناسب زبان نظم سمجھی جاتی تھی، یہ نثر میں لکھا گیا۔“ ۵۔

۴۔ ظریف کے ڈرامے (جلد چہارم)

جلد چہارم میں ظریف کے ڈرامے ترتیب دیے گئے ہیں جو کہ ۱۹۶۹ء میں مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع ہوئے۔ امتیاز علی تاج نے دیباچہ میں آرام کے بعد ظریف کو اہم ڈرامہ نویس قرار دیا ہے۔ تاج نے جو تین ڈرامے بحیثیت مصنف منتخب کیے ان کی تین وجوہات انھوں نے یوں بیان کی ہیں:

”ظریف کے جو ڈرامے میرے پاس یا میری دسترس میں تھے، ان میں سے ان تین ڈراموں پر اول تو ظریف کا نام بحیثیت مصنف کے لکھا ہے دوسرے برخلاف ظریف کے تمام دوسرے ڈراموں کے، ان ڈراموں کی غزلوں کے مقطعوں میں ظریف کا تخلص شعر کو وزن سے نہیں گراتا، تیسرے یہ تینوں ڈرامے اور کسی ڈراما نویس کے ڈراموں کی فہرست میں نظر نہیں آتے۔“ ۶۔

ان تین ڈراموں میں نتیجہ عصمت عرف آصف و مہوش، نیرنگ عشق، اور خدا دوست شامل ہیں۔ پہلا اور تیسرا کھیل مرتب کے ذاتی کتب خانے میں موجود تھا۔ دوسرے کی نقل پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے شعبہ اردو سے حاصل کی گئی۔

۵۔ رونق کے ڈرامے (جلد پنجم حصہ اول)

محمود میاں رونق کے ڈراموں کو دو حصوں میں مرتب کیا گیا ہے۔ یہ مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۹ء میں شائع کیے گئے۔ دیباچہ میں مرتب نے رونق کو ظریف کا ہم عصر قرار دیا ہے۔ رونق کا تعلق وکٹوریہ ٹانک منڈلی سے رہا۔ رونق کے ڈراموں کے حصہ اول میں ہیرا رنجھا، عجائبات پرستان اور انصاف سلطان محمود غزنوی شامل ہیں۔ مرتب نے اس بات کی تردید کی ہے کہ رونق نے ”عاشق کا خون“ کا کردار ادا کرتے ہوئے اور لکھتے ہوئے استرے سے اپنا گلا کاٹ کر خودکشی کر لی کہ اس کا سبب ان کی بدچلن اور آوارہ بیوی تھی۔ رونق کی تصانیف کی فہرست بھی مرتب نے درج کی ہے۔

۶۔ رونق کے ڈرامے (جلد ششم حصہ دوم)

رونق کے ڈراموں کا دوسرا حصہ بھی مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا۔ ”ظلم ظلم“ کا پلاٹ مخلوط ہے۔ پہلا کھیل ”ظلم ظلم“ ہے جسے مرتب نے اپنے دور کا مقبول ترین ڈرامہ بتایا ہے۔ دوسرا ڈراما ”تماشاخانے حال گداڑ“، ”ظلم مست ناز عرف خون عاشق جاننا“ ہے۔ مرتب کے مطابق یہ رونق کا طبع زاد ڈرامہ نہیں ہے بلکہ کسی وکٹورین ڈرامے کا چرہ ہے۔ تیسرا ڈرامہ غرور وعدہ شاہ عرف چندا حور خورشید نور ہے۔ رونق کا یہ کھیل بمبئی کے مقبول و معروف ڈراموں میں سے تھا۔ مرتب کے پاس جو نسخہ تھا اور جسے مرتب کر کے انھوں نے شائع کیا وہ فشی ونا یک پرشاد طالب نے از سر نو ترتیب دیا تھا لیکن مرتب کے مطابق اس پر نظر ثانی برائے نام ہوئی ہے۔ غزلوں کے مقطعوں میں رونق تخلص اور رونق کے استعمال کیے ہوئے کئی محاورے جا بجا ہیں۔ یہ علامتی ڈرامہ ہے جس میں کردار نیچر کی مختلف قوتیں ہیں۔

۷۔ کریم الدین کے ڈرامے (جلد ہفتم)

اس کا تعارف حمید احمد خاں نے لکھا ہے جو کہ اس وقت مجلس کے ناظم تھے۔ انھوں نے مجلس کے اس منصوبے کا ذکر کیا جس کے تحت تیس جلدوں میں اردو کے ڈرامے مرتب کر کے شائع کرنے تھے۔ چھ جلدوں کی اشاعت اور جلد ہفتم کی ترتیب امتیاز علی تاج نے مکمل کر دی تھی کہ امتیاز علی تاج کا انتقال ہو گیا۔ حمید احمد خاں لکھتے ہیں: ”چنانچہ باقی ماندہ تیس جلدوں کو مطبع کے لیے تیار کرنے کا کام پروفیسر سید وقار عظیم کے سپرد کیا گیا۔“ ۷۔ سید وقار عظیم محقق نہ تھے بلکہ نقاد تھے اسی لیے باقی ماندہ جلدوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ تعارف یا تبصرہ میں ڈراموں کا تنقیدی، موضوعاتی اور اسلوبیاتی جائزہ تفصیل سے درج کیا گیا ہے لیکن ڈراموں کے بارے میں معلومات نہیں ہیں مثلاً دیباچہ میں وقار عظیم لکھتے ہیں:

”مراد کے جو حالات دستیاب ہیں ان میں چار ڈرامے ان کی تالیف بتائے گئے ہیں۔ گل بکاؤلی، گلستان خاندان ہامان، چترا بکاؤلی اور خدا داد۔۔۔ ان میں سے پہلے ڈرامے کو چھوڑ کر باقی تین ڈرامے قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔“ ۸۔

ان چار میں سے پہلے ڈرامے کو کیوں شامل نہیں کیا گیا اس کی کوئی تفصیل درج نہیں کی گئی۔ ان ڈراموں کی کرداری اور لسانی خصوصیات کو مقدمے میں تفصیل سے درج کیا گیا ہے۔

۸۔ حباب کے ڈرامے (جلد ہشتم)

حباب کے ڈرامے امتیاز علی تاج نے اپنی زندگی میں مرتب کر لیے تھے جو کہ ۱۹۷۰ء میں مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع ہوئے۔ اس میں انھوں نے حباب کے چار ڈرامے پیش کیے ہیں۔ شرع عشق، غزالہ ماہرو، سلیمانی تلوار معروف بہ نقش سلیمانی و بہشت شداد اور جشن کنور سین شامل ہیں۔ مرتب نے یہ معلومات فراہم کی ہیں کہ حباب کا نام امان اللہ خاں حباب اور والد کا نام امداد خاں تھا۔ حباب کے حالات اور ان کے ڈراموں کی فہرست بھی درج کی گئی ہے۔ پہلا ڈرامہ شرع عشق ۱۸۸۱ء میں اردو اور گجراتی رسم الخط میں بمبئی سے شائع ہوا، یہ مثنوی طلسم الفت سے ماخوذ ہے۔ دوسرا ڈرامہ غزالہ ماہرو ہے جو دسمبر ۱۹۰۰ء میں مطبع گلزار محمدی لکھنؤ سے شائع ہوا۔ یہ واجد علی شاہ کی مثنوی ”دریائے عشق“ سے ماخوذ ہے۔ سلیمانی تلوار معروف بہ نقش سلیمان و بہشت شداد کے دیباچے میں حباب نے لکھا ہے کہ انھوں نے اپنے وطن ہسودہ فتح پور میں ۱۸۵۷ء کے دسمبر میں اس کھیل کو ترتیب دے کر اسے شائع کیا تھا۔ یہ نائک کمپنیوں میں کھیلا گیا۔ ان کے دوستوں نے اس میں تبدیلیاں کر کے اپنے نام سے چھپوایا۔ نواب رام پور کے کہنے پر حباب نے اسے مرتب کیا۔ یہ مطبع دبدر احمدی لکھنؤ سے ۱۹۰۲ء میں شائع ہوا۔ چوتھا کھیل جشن کنور سین عرف سیر پرستان ہے۔ مرتب کو اسے سٹیج پر دیکھنے کا موقع ملا تھا۔

۹۔ نامعلوم مصنفین کے ڈرامے (جلد نہم)

نامعلوم مصنفین کے ڈراموں کی یہ جلد ۱۹۷۲ء میں مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع ہوئی۔ اس جلد میں تین ڈرامے قلم و غام، ظلم وحشی اور دورنگی دنیا شامل ہیں۔ ان کے مصنفین کے نام معلوم نہیں ہیں۔ اس ڈرامے کو حافظ عبداللہ نے تالیف کیا تھا اس

کے بعد ظریف نے۔ تاہم پہلے یہ کسی اور کا مصنفہ تھا جس کے مصنف کا نام معلوم نہیں۔ ظلم وحشی پر پنجابی کا اثر نمایاں ہے، مکالموں، جاسوسی کا رنگ، گانوں کی خاصی تعداد اور سٹیج کی ہدایات کو بیان کیا گیا ہے۔ دورنگی دنیا عرف کسوٹی، مصنف کی حیثیت سے مہرہ تلس داس دت شیدا کا نام لکھا ہے۔ جونہ مرتب کے پاس ہے اس میں اغلاط بھی ہیں جس کی قیاسی تصحیح مرتب نے کی ہے۔

۱۰۔ حافظ عبداللہ کے ڈرامے (جلد دہم)

حافظ عبداللہ کے ڈرامے ۱۹۷۱ء میں مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع ہوئے۔ حافظ عبداللہ کے تین ڈرامے علی بابا و چہل قزاق، لیلیٰ مجنوں اور شکنتلا کا انتخاب کیا گیا ہے۔ حافظ عبداللہ عربی فارسی سے واقفیت اور شعر و سخن سے لگاؤ رکھتے تھے۔ لائٹ آف انڈیا تھیٹر یکل کمپنی میں ڈراما نویس اور اداکاری کرتے رہے۔ ۸۲-۱۸۸۱ء میں ”دی انڈین امپیریل تھیٹر یکل کمپنی آف انڈیا“ کی بنیاد ڈالی۔ پسندیدہ آفاق معروف بہ علی بابا و چہل قزاق مطبع الہی آگرہ میں محمد مجھو خاں کے اہتمام سے چھپا تھا۔ ”سولج قیس مفتوں معروف بہ عشق لیلیٰ و مجنوں“ آرام کے ڈرامے میں اضافے کر کے زیادہ دلچسپ اور دل کش بنایا گیا ہے۔ ڈرامے میں جو اضافے ہوئے انھیں وقار عظیم نے بیان کیا ہے۔ شکنتلا، کالی داس کے نائک کو اندر سبھا کے انداز و اسلوب میں لکھا گیا ہے۔ یہ ڈرامہ مطبع الہی آگرہ سے ۱۹۱۰ء میں شائع ہوا۔

۱۱۔ متفرق مصنفین کے ڈرامے (جلد یازدہم)

مجلس ترقی ادب لاہور سے جلد یازدہم ۱۹۷۳ء میں شائع ہوئی۔ دیباچے میں وقار عظیم نے بیان کیا ہے کہ گیارہویں جلد میں تاج صاحب نے چار ڈرامے منتخب کیے تھے۔ جام جہاں نما از عباس علی، فسانہ عجائب از نظیر بیگ، سیر پرستان از غلام علی دیوانہ، گرو زریںہ از عباس علی۔ سیر پرستان غلام علی دیوانہ کا نہیں بلکہ حباب کا ڈرامہ تھا اسے لیے اسے وقار عظیم نے اس فہرست سے خارج کر دیا۔ جام جہاں نما چون کہ امتیاز علی تاج کے کاغذات میں موجود نہ تھا اس لیے دو ڈرامے اس جلد میں شامل کیے گئے ہیں۔ عباس علی کا گمرو زریںہ ہے جسے پہلے نوروز جی کا برانے بیزن و منیرہ کے نام سے پھر فسوں مراد آبادی نے خوش روحینہ اور پھر سید عباس علی نے گل روزینہ کے نام سے لکھا۔ اس کا پلاٹ شاہنامہ کے قصے سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس کی تینوں اشاعتیں، پلاٹ، گانے، مزاح کا عنصر، کردار، زبان و بیان کو وقار عظیم نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ املا اور الفاظ کو درست تحریر کر دیا گیا ہے۔ اشعار میں بھی تصحیح کی گئی ہے۔ ناموزوں مصرعوں کو موزوں کر دیا گیا ہے۔ حوالوں کے بجائے فرہنگ دی گئی ہے۔ فسانہ عجائب، مراد نظیر بیگ اکبر آبادی کا ڈرامہ ہے۔ عبدالحلیم نامی اور عشرت رحمانی نے نظیر بیگ اکبر آبادی کے حوالے سے جو کچھ تحریر کیا ہے اس کا اختصار درج کر دیا گیا ہے۔ نظیر، حافظ عبداللہ کے شاگرد تھے۔ نظیر کے ڈرامے کا مآخذ حافظ عبداللہ کا ڈرامہ ہے۔ نظیر نے ۱۸۸۸ء میں ترتیب دیا۔ فسانہ عجائب کا قصہ، ڈرامے میں پلاٹ کی تبدیلی، مکالمے، گانے اور غزلوں پر تبصرہ کو وقار عظیم نے بیان کیا ہے۔

خلیل الرحمن داؤدی

(خلیل الرحمن داؤدی ۱۹۲۳ء-۲۰۰۲ء) نے درج ذیل نثری کلاسیکی ادب کی کتابوں کی ترتیب و تدوین کی۔

۱۔ مذہبِ عشق

نہال چند لاہوری کی نثری تالیف کو خلیل الرحمن داؤدی نے مرتب کیا ہے جو مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۱ء میں شائع ہوئی۔ مقدمے میں مرتب نے یہ تفصیلات فراہم کی ہیں کہ مذہبِ عشق نثری تالیف ہے جس کے مصنف عزت اللہ بنگالی ہیں اور اس کا سنہ تصنیف ۱۱۲۴ھ ہے۔ اسے نہال چند لاہوری نے ۱۲۱۷ھ میں اردو میں منتقل کیا۔ دیا شنکر نسیم نے ۱۲۵۴ھ میں اسے اردو نظم میں ڈھالا اور اس کا نام گلزارِ نسیم رکھا۔ مرتب نے ڈاکٹر سپرنگر کے حوالے سے بتایا ہے کہ درج بالا تینوں تالیفات سے قبل بھی یہ قصہ دکنی اردو میں موجود ہے۔ اس طرح انھوں نے اس بات کی وضاحت بھی کی ہے کہ نسیم کے سامنے نہال چند لاہوری کا اردو قصہ مذہبِ عشق ہی نہ تھا بلکہ ان کے پیش نظر اردو مثنوی باغ و بہار (۱۲۱۱ھ) مصنفہ ریحان الدین ریحان لکھنوی اور ایک فارسی مثنوی مصنفہ رفعت لکھنوی بھی تھی۔ مرتب کے مطابق اس نسخے کے متن کی تصحیح و مقابلہ کے دوران چھ (۶) نسخے ان کے پیش نظر رہے لیکن مرتب نے کون سے سے نسخے کو متن کی بنیاد بنایا ہے اور متن کی تدوین کا کیا طریق کار ہے اس بارے میں ہمیں کوئی معلومات دستیاب نہیں ہوتیں۔

۲۔ نورتن، محمد بخش مہجور

خلیل الرحمن داؤدی نے محمد بخش مہجور (۱۱۹۱ھ-۱۲۴۰ھ) کی نورتن کو مرتب کیا ہے جو مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی۔ مقدمے میں مرتب نے مصنف کے حالات مختلف تذکروں سے مرتب کیے ہیں۔ نورتن مرتب کرتے ہوئے مرتب کے پیش نظر چھ (۶) نسخے رہے لیکن یہ کہیں درج نہیں کیا کہ انھوں نے کس نسخے کو متن کی بنیاد بنایا ہے اس کتاب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں کل نو باب ہیں، ہر باب میں ایک موضوع سے متعلق حکایات اور کہانیاں ہیں۔ مرتب نے مہجور کی تصنیف نورتن پر تفصیلی مقدمے میں مصنف کے حالات، قصے کے مآخذ، نسخوں کا تعارف اور موضوعاتِ متن کو درج کیا ہے۔

۳۔ سروشِ سخن، سید محمد فخر الدین حسین سخن

سروشِ سخن مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۳ء میں شائع ہوئی۔ مقدمے میں خلیل الرحمن داؤدی نے سخن (۱۲۵۳ھ-۱۳۱۸ھ) کے آبا و اجداد، حالات، تصانیف اور سروشِ سخن کا تفصیلی حال درج کیا ہے۔ سروشِ سخن ۱۸۶۰ء میں لکھی گئی۔ سروشِ سخن میں فسانہ عجائب، الف لیلہ، مذہبِ عشق کے واقعات کی مماثلت ہے۔ سخن نے سروشِ سخن، فسانہ عجائب کے مقابلے میں لکھی۔ اس کے جواب میں ۱۸۷۲ء میں محمد جعفر علی شیون کا کوری نے ”طلمس حیرت“ لکھ کر سروشِ سخن کی حمایت کی اور سخن دہلوی پر تائبہ مقدور کیچڑ اچھالی۔ ۹۔ سروشِ سخن کے نسخوں کے بارے میں مرتب کا کہنا ہے کہ سروشِ سخن کے کئی ایڈیشن نول کشور لکھنؤ اور کان پور سے شائع ہوئے۔ چند اشاعتوں کی تفصیل دی گئی ہے، پندرہویں اشاعت لکھنؤ سے ۱۹۱۸ء میں ہوئی۔ مرتب لکھتے ہیں: ”۱۹۱۸ء کے بعد بھی ”سروشِ سخن“ چھپی ہوگی لیکن مجھے بعد کا کوئی نسخہ نہیں مل سکا۔ بہر حال اس کی کثرت اشاعت سے اس کی مقبولیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ۱۰۔ مرتب نے سروشِ سخن کے پلاٹ، کردار نگاری، قافیہ نگاری، اشعار کا استعمال، علم و مشاہدہ، رسوم، رعایت لفظی اور مزاح کے عنوانات قائم کر کے بھرپور تنقیدی مضمون مقدمے میں لکھا ہے۔ مرتب نے سروشِ سخن کو اپنے مخصوص

طریق کار کے مطابق ترتیب دیا ہے۔

۴۔ بہارستانِ ناز، تذکرہ شاعرات از حکیم فصیح الدین رنج

حکیم فصیح الدین رنج (۱۸۳۶ء-۱۸۸۵ء) کے تذکرے ”بہارستانِ ناز“ کو خلیل الرحمن داؤدی نے مرتب کیا ہے جو کہ ۱۹۶۵ء میں مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع ہوا۔ مقدمے میں مرتب نے رنج کے حالات اور تصانیف کا تعارف دیا ہے۔ بہارستانِ ناز میں مشمولہ شاعرات زیادہ تر طوائفیں ہیں۔ بہارستانِ ناز میں رنج نے اپنے تاثرات کا بے باکانہ اظہار کیا ہے۔ مثلاً رنج نے امیر کے بارے میں اپنی رائے یوں دی ہے:

”امیر تخلص اور یہی نام ہے، لکھنؤ کی رہنے والی خوب صورت گلغام ہے۔ رشک حسن فروشان بازاری ہے۔ بے وفائی کی دوست اور دشمن وفاداری ہے۔“ ۱۱۔

ان شاعرات میں طوائفوں کے علاوہ چند دیگر شاعرات کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ مثلاً تذکرے کی پہلی شاعرہ اختر ہے ان کا ذکر یوں کیا گیا ہے:

”اختر تخلص، نواب اختر محل بیگم نام، خاندان تیموریہ میں صاحب عزت و اختتام۔ یہ خمس اس کا مع چند اشعار تحریر ہے۔ کیسی صاف صاف روزمرہ کی تحریر ہے۔“ ۱۲۔

مرتب نے شاعرات کے اہم تذکرہ کو مرتب کیا ہے۔ اس تذکرہ کے بعد لکھے جانے والے تذکروں کو بھی بیان کیا گیا ہے، تنقیدی تجزیے بھی درج کیے گئے ہیں اور شاعرات کا مقام بھی متعین کیا گیا ہے۔

۵۔ تذکرہ گلستانِ سخن، مرزا قادر بخش صابر دہلوی

مرزا قادر بخش صابر دہلوی (۱۲۲۳ھ-۱۲۹۹ھ) کا تذکرہ گلستانِ سخن مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۶ء میں مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع ہوا، اس تذکرے کی ترتیب میں دو مقدمے ہیں۔ ایک مرتب خلیل الرحمن داؤدی کا ہے جو مرزا قادر بخش صابر دہلوی کے ”حالاتِ زندگی“ پر ہے جبکہ دوسرا مقدمہ ”گلستانِ سخن کا تجزیہ“ کے عنوان سے ڈاکٹر وحید قریشی نے تحریر فرمایا ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے اپنے مخصوص انداز میں مقدمہ کی ابتدا ہی میں یہ بحث اٹھائی ہے کہ گلستانِ سخن کو صہبائی سے منسوب کیا جاتا ہے، اس بات میں کس حد تک صداقت ہے۔ تذکرہ نگاروں کے بیانات اور جدید محققین کی آرا درج کرنے کے بعد وہ صہبائی کی مطبوعہ دو تحریروں کا تذکرہ کرتے ہیں جو گلستانِ سخن کی تالیف سے پہلے لکھی گئیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ گلستانِ سخن کے ابتدائی حصے کی تالیف کے وقت یہی دو کتابیں مصنف کے پیش نظر تھیں۔ اس کے بعد انتخاب دواوین اور گلستانِ سخن سے اقتباس پہلو بہ پہلو درج کیے ہیں جن کے نفس مضمون اور اسلوب بیان میں نسبت پائی جاتی ہے۔ تذکرے کے اقتباسات دے کر ڈاکٹر وحید قریشی نے اپنی اس دلیل کو ثابت کیا ہے۔

”اب ہم یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہیں کہ گلستانِ سخن کا اصل متن صہبائی کی اصلاح سے مزین تو ہوگا

لیکن صابر کا اپنا تالیف کردہ ہی سمجھنا چاہیے۔“ ۱۳۔

تذکرہ گلستانِ سخن پہلی بار ۱۲۷۱ھ میں مطبع مرتضوی سے شائع ہوا۔ دوسری بار لکھنؤ سے مطبع نول کشور سے ۱۲۹۹ھ (۱۸۸۲ء) میں شائع ہوا۔ یہ دونوں اشاعتیں مرتب کے پیش نظر رہیں۔ اختلافِ نسخ کے لیے زیادہ تر حواشی نول کشوری ایڈیشن سے لیے گئے ہیں۔

۶۔ قصہ اگر گل

قصہ اگر گل مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی۔ مقدمے میں خلیل الرحمن داؤدی نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اس معروف قصے کے مولف کا نام معلوم نہیں ہے۔ کتاب میں بھی کوئی داخلی شہادت نہیں ہے جس سے مولف کا نام معلوم ہو سکے۔ مرتب نے قصہ کی ترتیب، پلاٹ و کردار نگاری، امتیاز و اختصاص، مہمت، لکھنؤ کی معاشرتی جھلکیاں اور لطیف زبان و رنگینی زبان کو بیان کیا ہے۔ قصے کا آغاز حمد سے ہوتا ہے۔

۷۔ مجموعہ غرِ غالب اردو

غالب کی اردو نثر کا مجموعہ ”مجموعہ غرِ غالب“ اردو کو خلیل الرحمن داؤدی نے مرتب کیا اور مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی۔ اس میں غالب کی اردو نثر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جزو اول کا عنوان ”رسائل غالب“ ہے۔ اس میں غالب کی ان تحریروں کو بھی شامل کیا گیا ہے جو قاطع برہان کے سلسلے میں انھوں نے استدلال اور جواب میں لکھی تھیں۔ مثلاً پہلی تحریر ”نکات و رقعات“ کے عنوان سے ہے۔ جزو دوم میں ”متفرق نثر پارے“ شامل ہیں، ان تحریروں میں دیباچے اور تقاریر اور دیگر تحریروں شامل ہیں۔ داؤدی کا مرتب یہ مجموعہ غالب کی نثر کے حوالے سے اہم دستاویز ہے، غالب کی مختلف نثری تحریروں سے ایک تو ان کی یہ تحریریں  ہو گئی ہیں دوسرے ہر تحریر سے قبل اس کا تعارف اور متن کی دستیابی کے کاغذ بھی درج کیے گئے ہیں۔ تیسرے ان نثری تحریروں سے غالب کی زندگی کے بہت سے گوشے وا ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر خلیل الرحمن داؤدی نے نثر اور شاعری کے بہت سے متون کو مرتب کیا ہے ان میں فورٹ ولیم کالج کے متون بھی ہیں، تذکرے بھی ہیں اور دوادین و کلیات بھی شامل ہیں۔ مرتب نے ان متون کے مقدموں میں تحقیقی جائزے بھی درج کیے ہیں اور کہیں کہیں ان متون کے نسخوں کے تعارف بھی دیے گئے ہیں۔ ان کے مرتب کیے گئے متون مجلس ترقی ادب میں تدوین کے حوالے سے اہمیت کے حامل ہیں۔

کلب علی خاں فائق

کلب علی خاں فائق (۱۹۰۹ء-۱۹۸۸ء) اردو کے اہم محقق ہیں۔ انھوں نے درج ذیل متون کی تدوین کی ہے:

۱۔ آرائش محفل، میر شیر علی افسوس

کلب علی خاں فائق نے میر شیر علی افسوس کی آرائش محفل کو مرتب کیا ہے جو ۱۹۶۳ء میں مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع ہوئی۔ مقدمہ دو حصوں میں منقسم ہے۔ افسوس کی سوانح حیات مرتب نے ترتیب دی ہے جبکہ انتقاد کے عنوان سے آرائش محفل کی خصوصیات کو سید عابد علی عابد نے بیان کیا ہے۔ کتاب کا تعارف حرفِ آغاز کے عنوان سے سید امتیاز علی تاج نے کرایا ہے۔ سوانح

میں کلب علی خاں فائق نے افسوس کی سوانح مرتب کی ہے۔ متن صفحہ ایک سے صفحہ ۴۸۲ پر مشتمل ہے۔ حواشی میں نسخوں کے اختلاف درج کیے گئے ہیں۔

۲۔ تذکرہ گلشن بے خار، نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ

تذکرہ گلشن بے خار مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا۔ مقدمہ میں شیفتہ کے خاندان کا تفصیلی بیان ہے۔ مرتب نے لکھا ہے کہ شیفتہ نے عمدہ منتخبہ سے استفادہ کیا ہے۔ دیگر جن تذکروں کو مولف نے دیکھا ان میں مصحفی کے تذکرے، تذکرہ ریختہ بہ زبان ریختہ مولفہ شرف الدین مسرور، لطف کا تذکرہ ”گلشن ہند“ اور تذکرہ آزرہ شامل ہیں۔ متن کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

”یہ متن تذکرہ گلشن بے خار مطبع نول کشور، اکتوبر ۱۸۷۳ء لکھنؤ پر مبنی ہے۔ اس کی تصحیح نسخہ طبع دوم دہلی ۱۲۵۹ھ سے کی گئی ہے۔ طبع اول کی فروگذاشتوں کی تصحیح طبع دوم میں کر دی گئی تھی اس لیے یہ نسخہ شیفتہ کے مصحح نسخے کے مطابق ہے۔ آخر میں صحت نامہ شامل کر دیا گیا ہے۔“ ۱۳۔

کلب علی خاں فائق رام پوری نے بہت سے متون ترتیب دیے جو تاریخی حوالوں سے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ ان میں زیادہ تر متون شاعری کے ہیں۔ مرتب نے ان متون کے تفصیلی مقدموں میں شاعر کے حالات اور خصوصیات کلام درج کی ہیں، زیادہ تر متون کے نسخوں کا تعارف نہیں دیا گیا جبکہ حواشی میں ان نسخوں کے حوالے موجود ہیں۔ ایک دو متون ایسے ہیں جن کی بنیاد ایک سے زیادہ نسخوں پر رکھی گئی ہے، ان کا تعارف بھی دیا گیا ہے اور حواشی میں قیاسی تصحیح بھی کی گئی ہے۔

ڈاکٹر اقتدا حسن

۱۔ تذکرہ مخزن نکات، محمد قیام الدین قائم

یہ تذکرہ مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا۔ پیش لفظ میں ڈاکٹر اقتدا حسن نے مخزن نکات کی اہمیت بتائی ہے اور اس کے صرف ایک مخطوطے کا ذکر کیا ہے۔

”مخزن نکات کے صرف ایک ہی مخطوطے کا پتا چل سکا ہے جو انڈیا آفس لائبریری لندن میں  ہے اور قیاس یہ ہے کہ یہ شاہان اودھ کے کتب خانوں کا وہی نسخہ ہے جس سے اسپرنگر نے اپنی فہرست شعرا کی تیاری میں مدد لی“ ۱۵۔

مرتب لکھتے ہیں کہ موجودہ متن اسی نسخے کے مطابق ہے۔ انجمن ترقی اردو کے مطبوعہ نسخے کو بھی سامنے رکھا گیا ہے اور اختلاف نسخ کو حواشی میں درج کر دیا گیا ہے۔ آخر میں ایک ضمیمہ ہے۔

۲۔ تذکرہ سراپا سخن، سید محسن علی محسن

محسن کے تذکرہ ”سراپا سخن“ کا ایک حصہ ڈاکٹر اقتدا حسن نے مرتب کیا ہے جو کہ ۱۹۷۰ء میں مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع ہوا۔ سراپا سخن پہلی بار ۱۸۶۱ء میں مطبع نول کشور لکھنؤ سے اور دوسری بار اسی مطبع سے ربیع الاول ۱۲۹۲ھ مطابق اپریل

۱۸۷۵ء میں اور تیسری بار بھی یہیں سے ذی قعدہ ۱۳۱۵ھ مطابق اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوا۔ اقتدا حسن نے حسن کے اس تذکرے کا ایک حصہ شامل کیا ہے جو شعرا کا سوانحی حصہ ہے، مرتب کے خیال میں اس حصے کی اشاعت مفید کام تھا۔ دوسری جلد کے بارے میں لکھتے ہیں: ”دوسری جلد جو حصہ نظم پر مشتمل ہوگی انشاء اللہ آئندہ پیش کی جائے گی۔“ ۱۶۔

مجلس کے دیگر منصوبوں کی طرح یہ حصہ نظم بھی شائع نہ ہو سکا۔ زیادہ بہتر یہ تھا کہ اسے دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بجائے مکمل شائع کر دیا جاتا۔ مرتب کی اس کوشش کا کوئی جواز سمجھ میں نہیں آتا کہ تذکرے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور پھر اس کا ایک حصہ شائع کر دیا جو کہ نمونہ کلام کے بغیر ہے اور محض اس کے موضوعات درج کر دیے ہیں۔ چاہیے یہ تھا کہ پورے تذکرے کا متن مرتب کیا جاتا اور اسے شائع کر دیا جاتا تاکہ متن منشاء مصنف کے مطابق شائع ہو جاتا۔ اس کا دوسرا حصہ تاحال شائع نہیں ہو سکا۔

شیخ محمد اسماعیل پانی پتی

۱۔ مقالات سرسید

شیخ محمد اسماعیل پانی پتی (۱۸۹۳ء - ۱۹۷۲ء) نے سرسید کے مقالات کو سولہ جلدوں میں مرتب کیا ہے۔ حصہ اول مذہبی و اسلامی مضامین پر مشتمل ہے جو کہ مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئے۔ اس کے مقدمے میں مرتب نے سرسید کی تصانیف کی فہرست درج کی ہے اور ان کی مقالہ نگاری کی خصوصیات کو تفصیل سے پیش کیا ہے۔ مرتب نے پرانے اخبارات اور قدیم رسالوں کے فائل میں سے مطلوبہ مواد حاصل کیا۔ سرسید کے مقالات کو مرتب کر کے شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے سرسید کے مقالات ✽ کر لیا ہے۔ انھوں نے مختلف رسائل و جرائد سے سرسید کے مقالات کی جمع آوری کی اور محنت کے ساتھ انھیں ترتیب دیا۔ یوں تاریخ ادب اردو کی ایک اہم شخصیت کے مقالات کتابی صورت میں جمع ہو گئے ہیں۔ ان مضامین کے ساتھ ان کے ماخذ بھی درج کر دیے گئے ہیں جو کہ تدوین کے نقطہ نگاہ سے اہمیت کے حامل ہیں۔

۲۔ کلیاتِ فکرِ حالی (جلد اول و دوم)

شیخ محمد اسماعیل کا اہم موضوع مولانا حالی ہیں۔ انھوں نے سرسید کے مضامین کے ساتھ ساتھ حالی کے مضامین کو بھی مرتب کیا ہے۔ یہ مضامین دو جلدوں میں مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئے۔ ہر مضمون کے شروع میں درج کیا گیا ہے کہ متعلقہ مضمون کس رسالے میں کب شائع ہوا تھا اور پھر اس پر مرتب کی طرف سے ایک نوٹ ہے جس میں مضمون کا تعارف کرایا گیا ہے۔ کہیں کہیں یہ بھی درج ہے کہ انھیں یہ مضمون کہاں سے اور کس سے دستیاب ہوا۔ حواشی میں مختلف الفاظ، واقعات اور شخصیات کے بارے میں تعارفی نوٹ دیے گئے ہیں۔ کلیاتِ فکرِ حالی جلد دوم میں تقریریں اور تقریریں ہیں۔ مرتب نے حالی کے ساتھ کام کیا تھا انھوں نے کئی سال کی محنت سے حالی کے نثر پاروں کو اخبارات و رسائل کی مدد سے جمع کیا اور دو جلدوں میں پیش کر دیا۔

علی گڑھ تحریک میں سرسید اور حالی کی نثر نگاری بہت اہمیت کی حامل ہے اور تاریخ ساز بھی ہے۔ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے سرسید کے مقالات کو کئی جلدوں میں مرتب کیا ہے، حالی کی نثر کو بھی دو جلدوں میں پیش کیا ہے۔ یہ دونوں نثر نگار اردو ادب کے عناصر

نفسہ میں سے ہیں، مرتب نے ان کے مقالات کو محنت سے جمع کیا، انہیں ترتیب دیا اور اپنے مقدموں کے ساتھ پیش کر دیا۔ ان متون کے آغاز میں متن کے مآخذ بھی درج کیے گئے ہیں اور متن کا پس منظر بھی مختصراً درج کیا گیا ہے۔ کلاسیکی ادب میں نثر نگاری کے حوالے سے مرتب کی یہ کاوش قابل قدر ہے۔

ڈاکٹر محمد باقر

۱۔ جامع الحکایات ہندی، شیخ صالح محمد عثمانی

پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر (۱۹۱۰ء۔ ۱۹۹۳ء) نے شیخ صالح محمد عثمانی کی ”جامع الحکایات ہندی“ کو مرتب کیا ہے جو مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۳ء میں شائع ہوئی۔ تعارف میں ”جامع الحکایات ہندی“ کے مآخذ بیان کیے ہیں کہ عوفی کی ”جامع الحکایات ولوامع الروایات“ ہر دور میں مقبول و معروف رہی ہے۔ اس کے چار حصے ہیں اور ہر حصے کے پچیس باب ہیں۔ اس کے متعدد فارسی انتخابات شائع ہوئے اور مختلف زبانوں میں ان انتخابات کا ترجمہ کیا گیا۔ زیر نظر ترجمہ ”جامع الحکایات“ کے نسخے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اردو میں ”جامع الحکایات“ کے دس ابواب میں سے چند منتخب حکایات کا ترجمہ شیخ صالح محمد عثمانی نے (۱۸۲۵ء) ۱۲۴۰ھ میں کیا ہے۔ مرتب نے شیخ محمد عثمانی کے مختصر حالات درج کیے ہیں۔ کتاب کے رسم الخط، املا کی خصوصیات اور مرتب کا طریق کار مختصراً ذیل میں درج ہے۔ مرتب نے جامع الحکایات کو واحد مطبوعہ نسخے کی مدد سے ترتیب دیا ہے، اس کے موضوعات کو مقدمے میں درج کیا ہے اور اس کی لسانی خصوصیات کو بھی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ مفاہیم کے لیے آخر میں فرہنگ بھی درج کی گئی ہے۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی

۱۔ بے تال پچھسی، مظہر علی خاں ولا

مظہر علی خاں ولا نے بے تال پچھسی کی اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے جسے صورت نام کیشور نے سنسکرت سے برج بھاشا میں منتقل کیا۔ ولا کی مرتب ”بے تال پچھسی“ مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۵ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں پچیس کہانیاں ہیں جن کو بیان کرنے والا ایک ہی کردار بے تال ہے۔ متن کے آخر میں دو ضمیمے ہیں۔ پہلا ضمیمہ ”جہانگیر شاہی“ کا اقتباس ہے جسے گل کرسٹ اور اس کا عہد سے لیا گیا ہے۔ اس میں مظہر علی خاں ولا نے اپنے حالات مختصراً درج کیے ہیں۔ دوسرے ضمیمے کے تین حصے ہیں۔ یہ اقتباسات گیان چند کی ”اردو کی نثری داستانیں“ سے لیے گئے ہیں۔ پہلے حصے میں بے تال پچھسی کے مآخذ اور ولا کے اردو ترجمے کی پچیس کہانیوں کا مختصر خلاصہ ہے۔ دوسرے میں بے تال پچھسی کا تنقیدی جائزہ، تیسرے میں ”بے تال پچھسی مختلف زبانوں میں“ کے عنوان سے ہے۔ اس کے جو تراجم مختلف زبانوں میں ہوئے اسے درج کیا گیا ہے۔

۲۔ یادگار چشتی، مولوی نور احمد چشتی

یادگار چشتی مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے مقدمے میں نور احمد چشتی (م ۱۸۶۷ء) کی سوانح ترتیب دی ہے۔ یادگار چشتی میں پنجاب کی رسومات، قوموں، پیشوں اور مختلف چھوٹے چھوٹے تہواروں کا ذکر تفصیل سے موجود ہے۔ یہ کتاب دراصل نووارد انگریزوں کے لیے لکھی گئی تھی جو پنجاب کی ثقافت، رسومات اور مقامات سے آگہی چاہتے تھے۔

حواشی میں الفاظ کے معانی، تاریخوں کے حوالے، شخصیات کی تفصیل درج ہے جن کا ذکر متن میں آیا ہے۔ ابتدا میں لاہور کے قیام کا احوال درج ہے۔ اسی کی مناسبت سے فاتحہ اور منت وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ قوموں کے حوالے سے رنگھڑ اور راجپوت کے بارے میں لکھتے ہیں: رنگھڑ بھی ایک قوم ہے اور یہ مشہور ہے کہ طالع مند ہوا تو راجپوت (۱) اور اگر غریب ہوا تو رنگھڑ۔“ ۷۱

عشرت رحمانی

۱۔ مرقع لیلیٰ مجنوں، مرزا محمد ہادی رسوا

عشرت رحمانی (۱۹۰۵ء - ۱۹۹۲ء) نے رسوا کی مرقع لیلیٰ مجنوں کو مرتب کیا ہے۔ جو مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۳۳ء میں شائع ہوئی۔ اس کے متن کے بارے میں عشرت رحمانی لکھتے ہیں

”اس کا پہلا ایڈیشن لکھنؤ میں شائع ہوا اور دوسرا ایڈیشن الہ آباد میں لالہ رام نرائن لال (پبلشر) کے اہتمام سے اول ایڈیشن سے بہتر انداز میں چھاپا گیا۔“ ۱۸

یہ دونوں طباعتیں مرتب کے پیش نظر رہیں۔ دونوں پر سنہ اشاعت درج نہیں ہے تاہم مصنف نے اس کی تمہید میں دسمبر ۱۸۹۷ء درج کیا ہے۔ مرتب نے اس سے یہ قیاس کیا ہے کہ جب یہ ڈراما اسٹیج کے لیے نامطبوع قرار پایا تو اس کا پہلا ایڈیشن زیور طبع سے آراستہ ہوا۔

سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی

۱۔ مکاتیب آزاد، مولانا محمد حسین آزاد

سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی (۱۹۲۳ء - ۱۹۸۷ء) نے آزاد کے ۳۶ خطوط کو مرتب کیا ہے۔ یہ مرتب خطوط مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۶ء میں شائع ہوئے۔ پیش لفظ سے قبل ”مولانا محمد حسین آزاد کی زندگی سنیں میں“ اور ”مطبوعہ تالیفات محمد حسین آزاد“ کے عنوانات قائم کر کے آزاد کی زندگی کے اہم واقعات اور مطبوعہ تالیفات کی فہرست دی گئی ہے۔ مکاتیب کی یہ ترتیب مکتوب الیہ کے حوالے سے نہیں تاریخ وار قائم کی گئی ہے۔

۲۔ عود ہندی، غالب

مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی نے غالب کے پہلے مجموعہ خطوط ”عود ہندی“ کو ایک تفصیلی مقدمے کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ جو مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی۔ تعارف میں مرزا غالب کے مختصر حالات اور مکاتیب کی خصوصیات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ متن کے بارے میں لکھتے ہیں:

”عود ہندی کا یہ مطبوعہ نسخہ عود ہندی طبع اول مجتہائی میرٹھ ۱۸۶۸ء کی بنیاد پر چھاپا جا رہا ہے۔ اثنائے مطالعہ

میں جہاں اصل، یا ”متن“ کا اشارہ آئے اس سے یہی نسخہ مراد لیں۔ درمیان عبارت قوسین میں اعداد عود

ہندی، طبع اول کے صفحات کے ہیں۔“ ۱۹

آخر میں صفحہ ۴۶۷ سے صفحہ ۵۳۳ تک تعلیقات و حواشی ہیں۔ اس میں صفحہ نمبر، سطر نمبر، خط نمبر یا حاشیہ نمبر دے کر

وضاحت کی گئی ہے۔

مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی نے آزاد اور غالب کے خطوط کو مرتب کیا ہے۔ انھوں نے آتش کے کلیات کی تدوین بھی کی ہے۔ مکاتیب سے قطع نظر ان کا یہ کلیات آتش کے کلام پر مشتمل ہے، مقدمے میں انھوں نے نسخوں کا تعارف بھی درج کیا ہے اور اختلاف نسخ حواشی میں دیے ہیں۔ مکاتیب میں انھوں نے آزاد کے خطوط کو تاریخی ترتیب دی ہے جبکہ عود ہندی کا متن طبع اول میرٹھ کے مطابق ہے۔

راحت افزا بخاری

۱۔ عجائب القصص، شاہ عالم ثانی

ڈاکٹر سید عبداللہ کی تحریک پر راحت افزا بخاری نے شاہ عالم ثانی کی عجائب القصص کو مرتب کیا ہے۔ مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۵ء میں شائع ہوئی۔ اس کا مقدمہ ڈاکٹر سید عبداللہ نے تحریر کیا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے نسخے پر اس متن کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

اورنگ زیب ممتاز منگلوری

۱۔ ملک العزیز ورجنا، مولانا عبدالحلیم شرر

شرر کے ناول ملک العزیز ورجنا کو ممتاز منگلوری (پ ۱۹۳۷ء) نے مرتب کیا ہے جسے مجلس ترقی ادب لاہور نے ۱۹۶۳ء میں شائع کیا۔ مقدمے میں مرتب نے شرر کی تاریخی ناول نگاری، زیر نظر ناول کے قصے، پلاٹ، کرداروں اور تاریخی حقائق کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بحث کی ابتدا اس نکتے سے کی ہے کہ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ شرر اسکاٹ کے ناول پڑھ کر اس سے دفعتاً متاثر ہوئے۔ مقدمے میں اس قصے کا خلاصہ بھی درج کیا گیا ہے۔ ناول کا پلاٹ، کردار نگاری، تاریخی واقعات سے ہم آہنگی اور روگردانی کو تفصیل سے درج کیا ہے۔ تاہم یہ کہیں درج نہیں کیا کہ انھوں نے اس ناول کے لیے کس متن کو بنیاد بنایا ہے۔

۲۔ نوابی دربار، نواب سید محمد آزاد

ممتاز منگلوری نے نواب سید محمد آزاد کا ڈراما نوابی دربار مرتب کیا۔ یہ مکتبہ خیابان ادب لاہور سے ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا۔ نوابی دربار قسط وار اودھ پنچ میں شائع ہوتا رہا۔ اس کے بعد کتابی صورت میں شائع ہوا لیکن اس کی پہلی اشاعت مرتب کو دستیاب نہ ہو سکی۔ انھیں جون سنہ ۱۹۰۱ء کا طبع شدہ ہے جس کے مرتب سید محمد عبدالغفور شہباز تھے۔ مرتب نے کتابت کی اغلاط کو درست کر دیا ہے، متن میں اصلاح کر کے حاشیے میں اصل نسخے کی عبارت درج کر دی ہے۔ مرتب نے نوابی دربار کو اردو کا پہلا نثری ڈراما قرار دیا ہے اور رام بابو سکسینہ کی رائے سے اختلاف کیا ہے کہ نوابی دربار ناول ہے۔

شفقت رضوی

۱۔ مضامین حسرت موہانی

شفقت رضوی نے حسرت موہانی کے دیباچے، مضامین، مقالات اور مکتوبات کو ”مضامین حسرت موہانی“ میں مرتب کیا جو

کہ گرننگ پبلی کیشنز کراچی سے ۱۹۹۶ء میں شائع ہوئے۔ ”پہلی بات“ میں مرتب نے مولانا حسرت موہانی کو جامع الحیثیات قرار دیا ہے۔ حسرت سیاست دان، مسلمانوں کے رہنما، شاعر، صحافی، تذکرہ نگار، تنقید نگار، سیاسی مبصر اور ناشر تھے۔

۲۔ تذکرۃ اشعرا

شفقت رضوی نے مولانا حسرت موہانی کے تذکرۃ اشعرا کو مرتب کیا ہے جو ادارۃ یادگار غالب کراچی سے ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا۔ مقدمہ میں مرتب نے حسرت موہانی کے تذکرۃ اشعرا کے ضمن میں لکھے گئے تراجم کو جمع کرنے کی مشکلات کو بیان کیا ہے۔ تراجم کی جمع آوری کے مراحل میں جن اصحاب نے مرتب کے ساتھ تعاون کیا ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ مرتب نے تذکرۃ اشعرا کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ حصہ اول میں شعرا کے آٹھ طبقے قائم کیے گئے ہیں۔ طبقہ اول میں شاہ حاتم اور شاگردانِ حاتم، طبقہ دوم میں شاگردانِ سودا، سوم میں شاگردِ مذنب، چہارم میں شاگردانِ شوق رام پوری پنجم میں شاگردِ ناصر، ششم میں شاگردانِ ذوق، ہفتم میں شاگردانِ ظہیر دہلوی اور طبقہ ہفتم میں شاگردانِ تسلیم لکھنوی کے تراجم درج ہیں۔ حصہ دوم سلسلہ مرزا مظہر جانجاناں، سلسلہ میر سوز دہلوی، سلسلہ مصحفی اور سلسلہ غالب پر مشتمل ہے۔ حصہ سوم میں بہ لحاظ حروف تہجی متفرق شعرا کا ذکر کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر میمونہ بیگم

۱۔ طرح دار لونڈی، سجاد حسین لکھنوی

ڈاکٹر میمونہ بیگم (پ ۱۹۳۳ء) نے سجاد حسین لکھنوی کے ناول ”طرح دار لونڈی“ کو مرتب کیا ہے جو کہ مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا۔ مقدمے کی ابتدا میں ڈاکٹر میمونہ نے انتقاد کے لیے تحقیق کی اہمیت پر زور دیا ہے۔

”ہر ایک پہلو کا انتقادی ادراک اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا۔ جب تک ہمارے تمام تحقیقی مآخذ اپنی ثقہ حیثیت سے اس طرح دریافت نہ ہو جائیں کہ نقد کا ہر مرحلہ تحقیقی مواد کی مدد سے طے ہوتا چلا جائے۔“ ۲۰۔

مرتبہ کے خیال میں منشی سجاد حسین پر تحقیق کام اس لیے مشکل ہے کہ اودھ پنج کی ۳۶ سال کی فائلوں کی فراہمی اور دسترس نہیں ہو سکتی۔ تاہم ان کی ناول نگاری پر کام ہو سکتا ہے۔ اس میں بھی تسامحات ہوئے ہیں۔ ناول ”حیاتِ شیخ چلی“ جو سجاد حسین انجم کسمیڑوی کی تصنیف ہے اسے منشی سجاد حسین کے کھاتے میں ڈال دیا گیا ہے۔ طرح دار لونڈی کے کردار، زبان و طرز ادا کو مثالوں کے ذریعے درج کیا گیا ہے، نسخے کی ترتیب و تدوین میں مرتبہ نے تین نسخے پیش نظر رکھے۔ پہلا نسخہ طرح دار لونڈی کا دوسرا ایڈیشن ہے جو ہندوستانی پریس لکھنؤ میں ۱۹۲۴ء میں چھپا۔ دوسرا نسخہ وہ ہے جس کا گرد پوش اور سرورق غائب ہے۔ سنہ مطبع، ایڈیشن و نثار ہے۔ تیسرا نسخہ جو نسیم انہووی کا ہے اس میں بہت اغلاط ہیں۔ صفحہ نمبر ۲۸۵ تا ۳۰۰ فرہنگ ہے۔

احمد رضا

۱۔ مکارم الاخلاق، مولانا محمد ذکاء اللہ

مولانا محمد ذکاء اللہ (۱۸۳۲ء-۱۹۱۰ء) کی مکارم الاخلاق کو احمد رضا (پ ۱۹۳۸ء) نے مرتب کیا ہے جو کہ مجلس ترقی ادب

لاہور سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی۔ مقدمے میں مرتب نے مولوی ذکاء اللہ کے حالات اور تصانیف پر بھرپور تنقیدی مقدمہ تحریر کیا ہے۔ انھوں نے سی ایف اینڈریوز کی تحریر کردہ سوانح مولوی ذکاء اللہ دہلوی مترجمہ ضیاء الدین احمد، سر عبدالقادر کی اردو کے نامور شعرا اور نثر نگار (انگریزی) نقوش شخصیات نمبر میں مولوی محمد اسماعیل پانی پتی کے مولوی عنایت اللہ کے مضمون کے حوالوں کے علاوہ تذکروں اور کتب کی مدد سے ذکاء اللہ کے حالات اور سنین درج کیے ہیں مکارم الاخلاق میں بہت سے اخلاقی مضامین ہیں جو عربی اور فارسی کی اہلی درجے کی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ قرآن مجید کی آیات، احادیث نبویؐ، اقوال صحابہ و صوفیائے کرام، شیخ سعدی کے اشعار، عربی فارسی کے اشعار اور ضرب الامثال کثرت سے موجود ہیں۔ احمد رضا لکھتے ہیں:

”مکارم الاخلاق غالباً سب سے پہلے ۱۸۹۱ء میں طبع ہوئی اور اسی ایڈیشن کو ہم نے اپنے متن کی بنیاد بنایا ہے۔ دوسری مرتبہ یہ کتاب ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی لیکن پہلے اور دوسرے ایڈیشن کے متن میں ذرہ برابر فرق نہیں ہے۔ البتہ پہلے ایڈیشن میں مولف نے بغیر عنوان کے جو چار صفحات کا مقدمہ کتاب کے شروع میں لکھا ہے وہ دوسرے ایڈیشن میں نہیں ہے۔“ ۲۱۔

مرتب کے پیش نظر اس کا دوسرا ایڈیشن تھا۔ الفاظ کے مفہیم بھی حواشی میں درج کیے گئے ہیں۔ نسخہ اول سے اختلاف بھی دیے گئے ہیں، متن کی اغلاط کو بھی درست کر دیا گیا ہے اور آیات و احادیث کا ترجمہ دیا گیا ہے۔

۲۔ محاسن الاخلاق، مولانا محمد ذکاء اللہ

محاسن الاخلاق کو احمد رضا نے مرتب کیا ہے جو مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی۔ مرتب لکھتے ہیں:

”محاسن الاخلاق چونکہ انگریزی زبان کی کتابوں سے ماخوذ ہے لہذا روما و یونان قدیم کے معلمین اخلاق کے علاوہ انیسویں صدی کے بعض انگریز مصنفین کے حوالے بھی اس میں موجود ہیں۔“ ۲۲۔

اگرچہ مولف نے یہ لکھا ہے کہ اس میں مضامین اخلاق انگریزی کی اہلی درجے کی اخلاق کی کتابوں سے انتخاب کر کے لکھے گئے ہیں لیکن مرتب کی تحقیق کے مطابق اس میں یورپ کے علاوہ دیگر مصنفین کی کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ ہندوستانی اقوام کی رسوم و عادات کو بھی کثرت کے ساتھ حوالے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ متن کی عبارت میں طباعت کی اغلاط کو مرتب نے درست کر دیا ہے تاہم جہاں کوئی لفظ یا عبارت سمجھ میں نہیں آئی وہاں تصحیح قیاسی سے کام لیا گیا ہے۔ غیر معروف اور مشکل الفاظ کے معانی بھی حواشی میں درج کر دیے گئے ہیں۔ ان مفہیم کے لیے نور اللغات سے مدد لی گئی ہے۔

۳۔ چراغِ سخن، مرزا یاس عظیم آبادی

یاس یگانہ کی عروض و قوافی کی بحثوں پر مشتمل کتاب ”چراغِ سخن“ کو احمد رضا نے مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۹۶ء میں شائع ہوئی۔ مجلس کی بعض دیگر مرتبہ کتب کی طرح اس کتاب کے مدون تو احمد رضا ہیں لیکن اس کا مقدمہ ڈاکٹر نجیب جمال نے لکھا ہے۔ چراغِ سخن کا دوسرا ایڈیشن مطبع نول کشور لکھنؤ سے ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا۔ اس دوسرے ایڈیشن میں اشعار کے ساتھ چند مثالیں بھی حذف کر دیں۔ طبع اول کے حاشیوں پر جو وضاحتیں تھیں انھیں بھی حذف کر دیا ہے۔

احمد رضا نے سرسید عہد کے ایک اہم نثر نگار کے متون کو مرتب کیا ہے۔ اس کے علاوہ یگانہ کی چراغ سخن کو بھی ترتیب دیا گیا ہے۔ ان متون کی بنیاد مطبوعہ نسخوں پر رکھی گئی ہے۔ مقدمے میں مولانا ذکاء اللہ کے حالات اور متون کا تعارف و موضوعات درج کیے گئے ہیں، اسی طرح یگانہ کی تصنیف کو بھی دو نسخوں کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اقبالیات کے حوالے سے ان کا اہم کام کلیدِ کلیات اقبال کی ترتیب بھی ہے۔

آغا سہیل

انھوں نے رجب علی بیگ سرور کی سرورِ سلطانی کو مرتب کیا۔ اس کا تعارف و تجزیہ درج ذیل ہے:

۱۔ سرورِ سلطانی، رجب علی بیگ سرور

محمد آغا سہیل (۱۹۳۳ء - ۲۰۰۹ء) نے رجب علی بیگ سرور (۱۸۵۷ء - ۱۸۶۹ء) کی ”سرورِ سلطانی“ کو مرتب کیا جو مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی۔ مقدمے کی ابتدا میں مرتب نے لکھنوی تہذیب کی خصوصیات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اسی لکھنوی پس منظر میں رجب علی بیگ سرور کے حالات اور تصانیف کا تعارف بھی دیا ہے۔ ۱۸۴۷ء میں واجد علی شاہ کے ایما پر سرور نے توکل بیگ حسینی کی ”تاریخِ دل کشائے شمشیر خانی“ کا آزاد ترجمہ کیا اور اس کا نام ”سرورِ سلطانی“ رکھا۔ شمشیر خانی، شاہنامہ کی تلخیص ہے۔ مرتب لکھتے ہیں:

”سرورِ سلطانی کو شمشیر خانی کا لفظی ترجمہ سمجھنا غلطی ہے۔ جیسا کہ اب تک سمجھا جاتا رہا ہے یا بعض وجہ

کی بنا پر ناقدین کو یہ وہم ہوا ہے۔ سرورِ سلطانی کا مآخذ صرف شمشیر خانی اور شاہنامہ فردوسی ہی پر نہیں بلکہ

کم از کم چھتیس ایسے اور بھی حوالے موجود ہیں جن سے سرور نے استفادہ کیا ہے۔“ ۲۳۔

مرتب لکھتے ہیں کہ سرور نے اس ترجمے میں حذف و اضافہ سے کام لیا ہے۔ مرتب نے سرورِ سلطانی کے موضوعات کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔ اس میں نامور بادشاہوں کے واقعات ہیں۔ سرورِ سلطانی کے مختلف نسخوں کے بارے میں بھی مرتب نے تفصیلات درج کی ہیں، مرتب نے زیادہ تر مطبع سلطانی کے متن ہی کو ترجیح دی ہے۔ جو فقرات جس نسخے میں نہیں ہیں ان کا حوالہ بھی دے دیا ہے۔ کہیں کہیں الفاظ و عبارات کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد اسلم قریشی

۱۔ آرائشِ محفل، حیدر بخش حیدری

ڈاکٹر محمد اسلم قریشی (۱۹۳۲ء - ۱۹۹۸ء) نے حیدری کی آرائشِ محفل کو مرتب کیا ہے۔ یہ مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۴ء میں شائع ہوئی۔ مقدمے میں حیدری کے مختصر حالات درج کیے ہیں۔ مقدمے کا تنقیدی حصہ بہت جاندار ہے لیکن متن کے بارے میں کوئی معلومات نہیں دی گئیں۔ فورٹ ولیم کالج کلکتہ ۱۸۰۵ء کے سرورق کا عکس دیا گیا ہے جو کہ ہندوستانی پریس سے چھپا تھا۔ حوالوں میں نسخہ مکتوبہ کے حوالے دیے گئے ہیں۔ یہ نسخہ مکتوبہ یہی ۱۸۰۵ء والا نسخہ ہوگا کیوں کہ اس کے علاوہ تو کسی نسخے کا کوئی حوالہ کہیں پر نہیں ملتا۔ متن میں مرتب نے املا اور قواعد کی چند اغلاط کو درست کر دیا ہے اور حوالے میں مکتوبہ یا مطبوعہ نسخے کا حوالہ مع

صفحہ نمبر درج کیا ہے۔

سید وقار عظیم

۱۔ نقلیات، میر بہادر علی حسینی

میر بہادر علی حسینی کی ”نقلیات“ کو سید وقار عظیم (ر ۱۹۱۰ء تا ۱۹۷۶ء) نے مرتب کیا ہے جو کہ مجلس ترقی ادب لاہور سے ۱۹۶۶ء میں شائع ہوئی۔ مقدمے میں مرتب نے اس بحث کو اٹھایا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں نورث ولیم کالج کی ایک کتاب ہے جس کا نام ”نقلیات“ ہے۔ متذکرہ بالاسخ میں رومن حصہ چالیس صفحات کا ہے، اردو کا متن ۶۳ صفحات پر مشتمل ہے جبکہ دیوناگری متن ۴۹ صفحات پر ہے۔ اردو کے متن کے چار صفحے، دیوناگری کے ابتدائی آٹھ صفحے غائب ہیں لیکن رومن اور دیوناگری کی عبارت لفظ بہ لفظ اردو متن کے مطابق ہے اس لیے مرتب کے بقول انھیں متن مرتب کرنے میں کسی طرح کی دقت پیش نہیں آئی۔ اس کے علاوہ نسخے میں رومن اور دیوناگری غلط نامہ بھی شامل تھا جس کی مدد سے مرتب نے متن کو درست کر دیا ہے۔ ”نقلیات“ کی زبان و بیان کی خصوصیات کو تفصیل کے ساتھ مثالوں کی مدد سے درج کیا گیا ہے۔

مجلس ترقی ادب کے تحت بہت سے متون کو ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ ادارہ چند مخصوص مقاصد کے تحت قائم کیا گیا تھا جن کو مد نظر رکھ کر کلاسیکی متون کو مرتب کیا گیا ہے۔ یہ خصوصیات ذیل میں مختصراً دی جا رہی ہیں:

۱۔ کلاسیکی متون کی ترتیب و تدوین کے حوالے سے بہت سے کلاسیکی معروف اور غیر معروف شعرا کے دواوین اور کلیات کو مرتب کیا گیا ہے ان میں میر، درد، آتش اور مصحفی جیسے شعرا بھی ہیں اور نسیم، قلیق اور مجروح جیسے نسبتاً غیر معروف شعرا بھی۔ ان کے شعری مجموعوں کی اشاعت سے ایک شعری سرمایہ سامنے آیا ہے جس سے کسی مخصوص دور کے مشہور شعرا کے ساتھ غیر معروف شعرا کے موضوعات اور اسالیب بھی سامنے آئے ہیں۔ ان کلیات کے مقدموں میں شعرا کے حالات زندگی، کلام کی خصوصیات اور تنقیدی تجزیے تفصیل سے درج کیے گئے ہیں۔ یہ تجزیے شعرا کے بارے میں تفصیلی مضامین کا درجہ رکھتے ہیں۔

۲۔ مجلس ترقی ادب کے تحت مرتب ہونے والے متون کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ ان کے مقدمے زیادہ تر تنقیدی ہیں تاہم چند ایسے کلاسیکی متون بھی ترتیب دیے گئے ہیں جن کا معیار تحقیقی ہے اور ان میں نسخوں کا تعارف اور ان کی اہمیت بھی بیان کی گئی ہے مثلاً کلیات آتش، کلیات سودا، کلیات میر وغیرہ۔

۳۔ حواشی اور حوالہ جات تفصیل سے نہیں دیے گئے تاہم پاورق میں یا متن کے آخر میں چند اہم حوالوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔

۴۔ انفرادی سطح پر متون کو ترتیب دیا گیا ہے لیکن گروپ کی شکل میں بھی مرتبین نے متون کی ترتیب و تدوین کا کام انجام دیا ہے لیکن اس کا ذکر نہیں ہے کہ کس نے کیا اور کتنا کام کیا ہے۔

۵۔ شاعری، نثر، مکاتیب اور مقالات کے علاوہ ڈراما نگاری کے متون کو بھی ترتیب دیا گیا ہے جس سے ڈراما کا ارتقا کی سفر تحقیق انداز میں سامنے آیا ہے۔

۶۔ چند ایسی کتب بھی ترتیب دی گئی ہیں جن پر مرتب کے نام کے طور پر مجلس اراکین مجلس ترقی ادب لاہور لکھا گیا ہے۔ ان کتب کے مقدمے مجلس کے اراکین میں سے کسی رکن نے تحریر کیے ہیں۔ وہ کتابیں ذیل میں درج کی جا رہی ہیں تاکہ تدوین کی اس روایت میں انھیں بھی شامل سمجھا جائے:

- i۔ اخلاق ہندی، میر بہادر علی حسینی، مقدمہ ڈاکٹر وحید قریشی مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۶۳ء
 - ii۔ باغ اردو، میر شیر علی افسوس، مقدمہ کلب علی خاں فائق مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۶۳ء
 - iii۔ غرور افروز، حفیظ الدین احمد، مقدمہ سید عابد علی عابد مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۶۳ء
- ۷۔ مجلس ترقی ادب نے مختلف موضوعات اور اصناف پر مشتمل کلاسیکی متون کو ترتیب دیا ہے جو کہ ادب میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، یہ مدون متون اپنی گونا گوں خصوصیات کی بنا پر اہمیت کے حامل ہیں۔

حواشی

- ۱۔ کارکنان مجلس ترقی ادب لاہور، مجلس ترقی ادب لاہور کی خدمات، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۸ء، ص ۵
- ۲۔ ایضاً، ص ۱۰
- ۳۔ سید امتیاز علی تاج (مرتب) بمبئی کا ابتدائی اردو ڈراما خورشید، (جلد اول) لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۹ء، ص ۴۴ پیش لفظ
- ۴۔ سید امتیاز علی تاج (مرتب) آرام کے ڈرامے (جلد دوم) لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۹ء، دیاچہ
- ۵۔ سید امتیاز علی تاج (مرتب) آرام کے ڈرامے (جلد سوم حصہ دوم) لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۹ء، ص ۱۹۵
- ۶۔ سید امتیاز علی تاج (مرتب) ظریف کے ڈرامے (جلد چہارم) لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۹ء، ص ۶
- ۷۔ سید امتیاز علی تاج (مرتب) کریم الدین کے ڈرامے (جلد ہفتم)، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۲ء، تعارف
- ۸۔ ایضاً، ص ایک دیاچہ
- ۹۔ خلیل الرحمن داؤدی، سروش سخن، سید محمد فخر الدین حسین سخن، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۳ء، ص ۴۸ مقدمہ
- ۱۰۔ ایضاً، ص ۵۴ مقدمہ
- ۱۱۔ خلیل الرحمن داؤدی (مرتب)، بہارستان ناز، حکیم فصیح الدین رنج، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۵ء، ص ۱۰۰ متن
- ۱۲۔ ایضاً، ص ۹۳ متن
- ۱۳۔ خلیل الرحمن داؤدی (مرتب) تذکرہ گلستان سخن، مرزا قادر بخش صابر دہلوی، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۶ء، ص ۱۰۱
- ۱۴۔ کلب علی خاں فائق (مرتب) تذکرہ گلشن بے خار، نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۳ء، ص ۵۸ مقدمہ

- ۱۵۔ ڈاکٹر اقتدا حسن، تذکرہ مخزن نکات، محمد قیام الدین قائم، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۶ء، ص ۱۳ پیش لفظ
- ۱۶۔ ڈاکٹر اقتدا حسن، تذکرہ سراپا سخن، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۰ء، ص ۱۱ مقدمہ
- ۱۷۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی (مرتب) یادگار چشتی، مولوی نور احمد چشتی، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۵ء، ص ۱۳۹ متن
- ۱۸۔ عشرت رحمانی (مرتب) مرقع لیلیٰ مجنوں، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۳ء، ص ۱۵، ۱۶
- ۱۹۔ سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی (مرتب)، عمود ہندی، غالب، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۷ء، ص ۷۱، ۷۲ پیش لفظ
- ۲۰۔ ڈاکٹر میمونہ بیگم انصاری (مرتب) طرح دار لونڈی، سجاد حسین لکھنوی، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۵ء، ص ایک مقدمہ
- ۲۱۔ احمد رضا (مرتب) مکارم الاخلاق، مولانا محمد ذکاء اللہ، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۷ء، ص ۲۲ مقدمہ
- ۲۲۔ احمد رضا (مرتب) محاسن الاخلاق، مولانا محمد ذکاء اللہ، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۵ء، ص ۲۲ مقدمہ
- ۲۳۔ آغا سہیل (مرتب) سرور سلطانی، رجب علی بیگ سرور، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۵ء، مقدمہ ص ۲۶